International Journal of Islamic Studies & Culture *ISSN-2709-3905*
http://ijisc.com.pk/index.php/IJISC/issue/view/199 *PISSN2709-3891*
(Volume.4, Issue.2 (2024)
(April- June)

An Introduction to Books Containing Malfuzat Mashaikh-e- Chisht: An Analytical Study

ملفوظات مشائخ چشت پر مشتمل کتب کا تعارف: ایک تجزیاتی مطالعہ

Rehan Rasheed
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, University of Gujrat,
rrqadri22@gmail.com
Dr. Syed Hamid Farooq Bukhari
Coordinator: Department of Islamic Studies, University of Gujrat,
hamid.farooq@uog.edu.pk

Abstract:
Al-Malfuzat is a genre of speech that contains many colors and harmonies of individual and collective life. These are our religious and literary heritage and their historical, religious, literary and cultural status is authentic and credible. The beginning of the writings was in the blessed and blessed Anwar monasteries of the Chishti Mashaikhs. The first preserved and known collection of this series is Anis al-Arifeen. In which Khawaja Usman Haruni's enclosures are cherished. The author of this beautiful collection is Khawaja Moinuddin Chishti Ajmeri, who has tried to pen various manifestations of his Sheikh's education and thought in this genre of speech .The sincerity, character and devoutness of the Chishti Mashaikhs gave birth to the blessed fruit of the religion of Islam in the Indian subcontinent and its roots and branches spread throughout India. Moinuddin Chishti is rightly entitled to the title of "Sultan of India". His disciples have proved it. It has been the duty of these Chishti Mashaikhs to treat the sufferings of the common people in every corner of Pakistan and India and consider their service as a blessing. They were psychologically and socially very close to the masses and the poor, middle and rich classes. Attachments are basically conversations between the same people and properties. Along with the beautiful narration of the history, culture, traditions, mood, psychology and social and economic conditions of their time, there are also beautiful attempts to guide and reform the situation according to the moods, conditions and psychology of the people. In these enclosures, a sincere and rich struggle to bring people closer to God is seen through various stories, proverbs, Qur'an and Hadith verses and poems and accounts of Mashaikh. The special focus of Mashaikh Chisht was to bring change in people through character. That is why the Mashaikhs of the early period did not leave extensive works for the interpretation and interpretation of the Qur'an and Hadith.
Keywords: literary heritage, monasteries, Sufism Chishti, religious

ملفوظات وہ صنف سخن ہے جو اپنے اندر انفرادی واجتماعی زندگی کے بہت سے رنگ و آہنگ سمیٹے ہوئے ہے۔ یہ ہمارا دینی وادبی ورثہ ہیں اور ان کی تاریخی و مذہبی اور ادبی و ثقافتی حیثیت مسند اور معتبر ہے۔ ملفوظات نگاری کا آغاز چشتی مشائخ کی بابرکت اور پر انوار خانقاہوں میں ہوا۔ اس سلسلے کا پہلا محفوظ اور معلوم مجموعہ انیس العارفین ہے۔ جس میں خواجہ عثمان ہارونی کے ملفوظات گرامی ہیں۔ اس خوش اندام مجموعے کے مرتب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ہیں، جنھوں نے اپنے شیخ کی تعلیم و فکر کے مختلف مظاہر اس صنفِ سخن میں قلم بند کرنے کی کوشش کی ہے۔

چشتی مشائخ کے خلوص، کردار اور دین داری سے برصغیر پاک وہند میں دین اسلام کا نخلِ بابرکت ثمر بار ہوا اور اس کی جڑیں اور شاخیں ہندوستان کے طول وعرض میں پھیل گئیں۔ معین الدین چشتی "سلطان الہند" کے نام کے بجا طور حق دار ہیں۔ان کے شاگردان نے یہ ثابت کر دکھایا ہے۔ پاک وہند کے گوشے گوشے میں عوام الناس کے دکھ درد، کا مداوا اور ان کی خدمت سعادت سمجھتے ہوئے بجالانا ان چشتی مشائخ کا وطیرہ رہا ہے۔ یہ عوامی حلقات اور غریب، متوسط اور امیر تینوں طبقات سے نفسیاتی اور سماجی طور پر بہت قریب تھے۔ ملفوظات بنیادی طور پر انہی عوام وخواص کے درمیان کی گئی گفتگوئیں ہیں۔ جو اپنے زمانے کی تاریخ، ثقافت، روایات، مزاج، نفسیات اور معاشرتی و معاشی حالات کے خوبصورت بیانیے کے ساتھ ساتھ لوگون کے مزاجوں اور کیفیات و نفسیات کے مطابق ان کی ہدایت اور اصلاح احوال کی خوبصورت کوششیں بھی ہیں۔ ان ملفوظات میں مختلف حکایتوں، ضرب الامثال، قرآن وحدیث کے شذرات اور اشعار و احوال مشائخ کے ذریعے لوگوں کو خدا سے قریب کرنے کی پرخلوص اور ثروت مند جدوجہد دکھائی دیتی ہے۔ مشائخ چشت کا خاص دھیان کردار کے ذریعے لوگوں میں تبدیلی لانا تھا۔

چشتی ملفوظات پر مشتمل کتب کا تعارف درج ذیل ہے۔

انیس الارواح

انیس الارواح خواجہ عثمان ہارونی کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جسے معین الدین چشتی اجمیریؒ نے مرتب کیا۔ یہ لکھنو کے مطبع حسینی سے 14 جمادی الاول 8912 ہجری کو فارسی میں شائع ہوا جب کہ اس کا اردو ترجمہ لاہور منشی نول کشور نے شائع کیا۔ اس پر سن نہیں لکھا ہوا۔ انیس الارواح میں خواجہ عثمان ہارونی کی 28 صحبتوں کے ملفوظات ہیں۔ ان ملفوظات کے مرتب کرنے کی وجہ خود خواجہ یوں بیان کرتے ہیں:

خواجہ بازگشت در بغداد آمد حجره گرفت این درویش را فرمان شد که درین روز بیرون نخواهم آمد اما شما را می باید که هر روز بوقت چاشت بر من بیائید تا ترغیب فقر شما را بگویم تاکه بعد از من یادگاری ماند پس این درویش بر حکم فرمانِ خواجه همچنان می کرد هر روز بخدمت خواجه در مقام عزلت حاضر میشد و انچه از زبان مبارک ایشان

شنیده می شد آنرا در قلم آورد مشتمل بر بیست و هشت مجلس که آخرمی آمد۔(1)

خواجہ واپس ہوئے بغداد تشریف لائے، حجرہ نشین ہوگئے۔اس درویش کو حکم ہوا کہ باہر نہ آؤں گا البتہ تم ہر روز چاشت کے وقت میرے پاس آیا کرو تاکہ ترغیب فقر تمہیں کہوں اور وہ میرے بعد یادگار ہو جائے۔پس یہ درویش خواجہ کے فرمان کے مطابق کرتا رہا ہر روز عزلت میں خواجہ کے پاس حاضر ہوتا اور جو بھی ان کی زبان مبارک سے سنا کرتا اسے لکھ لیا کرتا تھا۔یہ اٹھائیس مجلسوں پر مشتمل ہے۔

خواجہ صاحب کے ملفوظات میں مسائل تصوف کی بجائے شرعی اور اخلاقیات اور دنیوی مسائل و معاملات پر گفتگو شامل ہے۔جیسا کہ شریعت اسلامیہ اور دوین کے ستون نماز کے منکر پر کفر کا حکم، صدقہ کی نفل نماز پر افضیلت کا حکم، بندہ مومن کو گالی گلوچ دینے کو اپنی ماں بہن سے بدکاری کرنے کے مترادف قرار دینا اور دعا کی قبولیت سے محرومی، پیشہ کرنے والا اللہ تعالٰی کا دوست ہے لیکن جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ پیشہ ہی کے ذریعہ روزی ملتی ہے وہ کافر ہے کیوں کہ رازق مطلق خدا ہے۔وغیرہ۔(2)

دلیل العارفین

دلیل العارفین خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے ملفوظات ہیں جسے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے مرتب کیا۔یہ بارہ صحبتوں کے ملفوظات ہیں، 56 صفحات پر مشتمل ایک مختصر رسالہ ہے جو مطبع مجتبائی دہلی اور نول کشور سے اشاعت کی گئی۔اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے۔اس میں مختلف دینی مسائل و صوفیانہ رموز مثلاً نماز، وضو، طہارت، غسلِ جنابت، صدقہ، شریعت، حقیقت، طریقت، محبت الٰہی، معرفت الٰہی، عذابِ قبر، توقیر گورستان، گناہ کبیرہ، عبادت اہل سلوک، دوزخ، فضیلت، سورہ فاتحہ و سورہ یسین، کشف و کرامات، صحبت نیک و بد، توکل، توبہ اور تجرید پر جستہ جستہ مختصر مگر جامع اور بصیرت انگیز اشارے اور کنائے ذکر ہیں۔جنہیں سمجھنا نہایت آسان ہے۔(3)

اس کے بالکل آغاز میں یہ عبارت موجود ہے۔

این صحیفه علوم ربانی و این نفحه فقر مبانی از کلمات جان پرور ملک المشائخ سلطان المسالکین منهاج المتقین قطب الاولیا شمس الفقرا ختم

المهتدين معين الملة والدين حسن سنجری نور الله مرقده شنیده می آید جمع کرده شده درین مجموعه که نام اوست دلیل العارفین نبشته آمد و قسم بدین تفصیل۔(4)

علومِ ربانی کا یہ صحیفہ اور یہ فقر بنیاد نسخہ ملک المشائخ، سلطان المساکین، منہاج المتقین، قطب الاولیا شمس الفقرا ختم المهتدین، معین الملۃ والدین حسن سنجری (اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو منور کرے) کے جان پرور کلمات پر مشتمل ہے جو سنے گئے اور اس مجموعہ کی صورت میں جمع کر لیے گئے جس کا نام دلیل العارفین لکھا گیا ہے اور اس کی تفصیل یوں ہے۔

اور اس کے بعد اس کی مجالس کی تفصیل دی گئی ہے کہ اس کی پہلی مجلس فقر و صواب کے بارے میں دوسری مجلس مکتوبات اور تسبیحات کے بارے میں تیسری مجلس اوراد و وظائف کے بارے میں چوتھی مجلس سلوک اور اس کے فوائد کے بارے میں اور باقی کی آٹھ مجلسیں مختلف فوائد پر مشتمل ہیں اور سب فوائد اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی بیان کیے گئے ہیں۔(5)

فوائد السالکین

فوائد السالکین قطب الدین بختیار کاکی اوشیؒ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ جسے بابا فریدؒ نے مدون کیا۔ یہ مجموعہ ملفوظات سات مجالس پر مشتمل ہے۔ فارسی زبان میں ہیں۔ ناشر مولوی عبدالاحد مرحوم ہیں۔ مطلوب الطالبین کے نام سے اردو ترجمہ بھی مولوی عبدالاحد مرحوم نے 1898ء میں مطبع مجتبائی سے شائع کیا۔ مترجم محمد بیگ نامی تھے۔ فوائد السالکین مستند و معتبر کتب تصوف کا ماخذ ہے۔ عہد تدوین 1198 سے 1233 تک کا درمیانی وقفہ ہے۔ فوائد السالکین بلاشبہ 38 سالہ درمیانی وقفے کی ان مجالس کے بیانات و واقعات کا مجموع ہے جو گاہ بگاہ منعقد ہوئی تھیں۔ اور ان میں سے جن بیانات و واقعات کو حضرت بابا صاحب نے مناسب سمجھا انہیں قلم بند فرمایا تھا، جو آج بھی مشعلِ رشد و ہدایت ہیں۔ فوائد السالکین میں بعض روایات مافوق الفطرت ہیں۔ لیکن فوائد الفواد، خیر المجالس اور سیر الاولیا کی نسبت قدرے قلیل ہیں، اتنی ہی کہ انگلیوں پر گنی جاسکتی ہیں۔ بابا فرید مسعود گنج شکر قدس سرہ العزیز نے فوائد السالکین کے ابتدائیہ میں لکھا ہے کہ اسرارِ الٰہی اور انوارِ لا متناہی جو قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہ العزیز نے بیان فرمائے اور میں نے سنے، وہ میں نے اس مجموعہ ملفوظات فوائد السالکین میں اپنی زبان میں لکھے ہیں۔(6)

بیان کرنے کا اسلوب، نہایت سادہ، شستہ اور رفتہ اور عام فہم ہے بلکہ سنجید گی اور متانت سے مالا مال ہے۔بیان میں کیف و جاذبیت اس قدر ہے کہ مطالعہ کرنے والا عالم سرور و کیف میں کھو جاتا ہے اور اسی علم میں رہنا چاہتا ہے، قلب کی حالت عجیب ہوتی ہے جو بیان نہیں کی جاسکتی، دل ودماغ ذکر و فکر الٰہی سے تر ہو جاتا ہے اور دنیا سے دل اچاٹ ہو جاتا ہے۔اسرار وانوار کی آمیزش نے اسلوب کی جاذبیت اور عظمت و اہمیت ودو بالا کر دیا ہے، فوائد السالکین اپنے اسلوب و مضامین کے اعتبار سے عظیم ادبی اور روحانی شاہکار ہے۔حال قال پر چھایا ہوا ہے حالانکہ کیفیات کو گرفت میں لانا کارے دارد ہے، خیالات اعلی سے اعلی ہیں،اور نازک اور عمیق بھی ہیں کسے انتخاب کیا جائے اور کسے نہیں۔

راحت القلوب

یہ چوبیں مجالس کے بیانات کا مجموعہ ہے، جو حضرت بابا فرید مسعود گنج شکر قدس اللہ سرہ العزیز کے ملفوظات پر مشتمل ہے،اس کے جامع حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیا ہیں۔ یہ کتاب دراصل چند منتشر اوراق کا مجموعہ ہے۔اس کی استنادی اور اعتباری حیثیت پر بحث آخری فصل میں آئے گی۔ (7)

حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء نے حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر قدس سرہ العزیز کے ملفوظات کو جمع فرمایا تھا۔چنانچہ 28 شوال 705ھ کی مجلس میں آپ نے فرمایا:

کلماتی کہ از شیخ استماع داشتم بنوشتم تا این غایت آن مجموع بر من است (8)

جو باتیں میں نے شیخ سے سنیں وہ میں نے لکھ لیں اور وہ مجموعہ اب تک میرے پاس محفوظ ہے۔

اس بیان کا تعلق خواجہ امیر حسن علاء سنجری کی اس عرض داشت سے ہے جو انھوں نے حضرت محبوب الٰہی کے ملفوظات کو جمع کرنے کی اجازت حاصل کرنے کے لیے حضرت والا میں پیش کی تھی۔لیکن اس کے مبارک نام کی اطلاع ہمیں اس سے قریب تر عہد ہی میں شمائل الاتقیاودلائل الاتقیا سے ملتی ہے، جو برہان الدین غریب کے ایما سے رکن الدین عماد کاشانی نے تالیف کی تھی۔

راحت القلوب کا عہدِ تدوین 1267 تا 1271 ہے۔راحت القلوب کی زبان اتنی سادہ سلیس اور بامحاوہ ہے کہ بے تکلف اسے سہل ممتنع سے تعبیر کیا جاسکتا ہے، سلوک کے پیچیدہ اور اہم مسائل کو سلجھا کر اس خوبی سے بیان کیا گیا ہے کہ مفہوم و مطلب دل میں اترتا چلا

جاتا ہے، ہر خطے اور ہر طبقے کا فارسی داں بآسانی سمجھ لیتا ہے، زبان کی یہ خوبی نادر و نایاب ہے، مگر راحت القلوب اس وصف سے مالا مال ہے، اس کے اسلوب میں ایسی پذیرائی اور دلآویزی ہے کہ دامن دل کو پکڑے ہی رہتی ہے۔

اسرار الاولیاء

اسرار الاولیاء بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ کے ملفوظات پر مشتمل ہے۔ جو بائیس 22 فصول پر مشتمل ہے۔ ہر فصل اپنے عنوان کے اعتبار سے منفرد خصوصیت کی حامل ہے۔ فرید الدین گنج شکر کے خلیفہ و داماد مولانا بدر الدین اسحاق نے ان ملفوظات کو جمع کیا ہے۔ آپ بابا جی کی صحبت میں ہر وقت حاضر رہتے تھے۔ یہ بات کے کثیر ثبوت ملتے ہیں کہ اسرار الاولیا قدیم اور مستند ہونے کے ساتھ مولانا بدر الدین اسحاق کی ہی تالیف کردہ ہے۔ اندرونی مشاہدات بھی اس کی تائید کرتے ہیں، لیکن مرور زمانہ اثر انگیزی کی بناء پر تحریف پاک ہونے کا انکار ممکن نہیں ۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی اپنی کتاب اخبار الاخیار میں مولانا بدر الدین اسحاق کے بارے تحریر کرتے ہیں:

> وي را رسالہ ایست مسمی اسرار الاولیا کہ در وي ملفوظاتِ گنجشکر را جمع کردہ در علم تصریف کتابي نظم کردہ است۔[9]
>
> ان کا ایک اسرار الاولیاء کے نام سے ہے۔ جس میں انہوں نے گنج شکر کے ملفوظات کو جمع کیا ہے، جو در حقیقت علم صرف پر لکھی گئی منظوم کتاب ہے۔

غلام فرید چشتی (م: 1901ء) فرماتے ہیں: بدر الدین اسحاق قدس اللہ سرہ جو اسرار الاولیاء کے جامع ہیں، ان کا ضبط تاریخ و الفاظ اس قدر پختہ ہیں کہ جو کچھ انہوں نے شیخ شیوخ کی زبان درفشاں سے سنا اسی طرح لکھ دیا۔ اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں۔[10]

اسرار الاولیا کا عہد تدوین 1258 سے 1270ء ہے۔ اسرار الاولیا متعدد فصول پر مشتمل ہے، ہر فصل میں اس کے موضوع کے اعتبار سے مناسب اس کے آغاز میں عنوان دیا گیا ہے۔ کسی عنوان سے متعلق ہے جو ہر فصل کے آغاز میں تحریر ہے، موضوع سے متعلقہ مسائل اس فصل کے تحت ذکر کر دیئے گئے ہیں چاہے یہ معلومات مختلف بیانات سے حاصل کی گئی ہوں۔[11]

تحقیق و جستجو وقت کا ضیاع اور تکلیف کا باعث نہیں بلکہ کمال کا باعث ہے۔اس سے قبل ملفوظات میں یہ نہیں پائی جاتی۔اسرار الاولیاء کا اسلوب بیان، سلیس، سادہ و دلنشین ہے۔ لیکن اتنا بھی بے رنگ و سادہ نہیں کہ مطالعہ سے جی اکتا جائے اور نہ اتنا رنگین و سجع دار کہ بناوٹی محسوس ہو اور عوام و خواص استفادہ نہ کر سکیں۔ تمام ملفوظات کی ایک خاص خوبی یہی ہے کہ معمولی فارسی زبان و ادب سے شغف رکھنے والا بھی اپنی صلاحیت کے مطابق مستفید ہو سکے۔

فوائد الفواد

یہ امیر حسن علاء سجزی کے مرتب کردہ ملفوظات ہیں۔ 707 ہجری سے شروع کیے گئے اور پندرہ سال تک کے دورانیے پر مشتمل ہیں۔ ان ملفوظات کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی اور یہ ماخذ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگرچہ خواجہ نظام الدین اولیا کے دیگر ملفوظات بھی مرتب کیے گئے لیکن جو مقبولیت عامہ فوائد الفواد کو حاصل ہوئی وہ کسی اور ملفوظی مجموعے کی قسمت میں نہیں۔ ان ملفوظات کی ایک اور امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے کہ صاحب ملفوظات نے یہ مجموعہ خود مطالعہ کیا اور اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ یہ صرف ملفوظات نہیں بلکہ اس دور کی معاشرتی، تمدنی اور ثقافتی زندگی کا ایک جامع اور دلنشین تذکرہ بھی ہیں۔(12)

افضل الفوائد

امیر خسرو کی تصنیف ہے۔ آپ نے 719ھ میں افضل الفوائد کا ایک حصہ نظام الدین اولیاء کی خدمت میں پیش کیا۔انھوں نے اسے بہت پسند فرمایا اور ہمت افزائی کی۔ چنانچہ خسرو نے اس کے بعد دوسرا حصہ بھی لکھنا شروع کیا مگر یہ ناتمام رہا،افضل الفوائد کو لکھنے کا خیال خسرو کو یقیناً خواجہ حسن سجزی کی تقلید میں پیدا ہوا۔ چوں کہ دونوں دوست اپنے پیر طریقت کی تعظیم و تکریم میں مساعی اور ان کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کوشاں رہتے تھے، اس لیے خسرو نے یہ پسند نہ کیا کہ حضرت نظام الدین اولیا کے حالات اور ملفوظات کو جمع اور مرتب کرنے میں وہ خواجہ حسن سے پیچھے رہ جائیں۔ مگر خواجہ حسن اس معاملے میں خسرو سے بازی لے گئے جس کی ایک وجہ غالباً تو یہ تھی کہ انھیں خسرو کی نسبت زیادہ فراغت اور فرصت کتاب کی تصنیف کے لیے ملی اور دوسری یہ کہ اس قسم کی کتاب کے لیے جس طرز تحریر کی ضرورت تھی اس سے خسرو مانوس نہ تھے۔ دونوں کتابوں کی زبان بہت ہی سادہ اور سلیس ہے۔ اور اس فارسی نثر کا نمونہ ہے جو اس زمانے میں عام طور

ISSN-2709-3905
PISSN2709-3891

پر بولی جاتی تھی اور میرے خیال میں ادبی نقطہ نظر سے یہی ایک پہلو ہے جس کے لحاظ سے یہ دونوں کتابیں قابل قدر ہیں۔افضل الفواد میں زیادہ تر حضرت نظام الدین اولیا کے اقوال ہی ہیں۔ لیکن ضمناً ان کی خانقاہ کے کچھ حالات اور ان لوگوں کا بھی تذکرہ موجود ہے جو اکثر آپ کے گرد و پیش رہتے تھے اور جن میں خواجہ حسن، مولانا وجیہ الدین پایلی، مولانا شہاب الدین میرٹھی، مولانا برہان الدین غریب اور عثمان سیاح کا ذکر اکثر آتا ہے۔[13]

درر نظامی

دررِ نظامی بھی نظام الدین اولیا علیہ الرحمۃ کے ملفوظات ہیں جنھیں مولانا علی بن محمود جاندار نے مرتب کیا ہے۔ یہ 13 رمضان المبارک 798 ہجری کو بیعت ہوئے۔ اس مجموعے میں تیس ابواب ہیں۔ یہ اصلاً فارسی میں ہے اور ابھی تک اشاعت پذیر نہیں ہوا۔البتہ اس کا اردو ترجمہ بعنوان دررِ نظامی موسومہ گفتارِ محبوب 1965ء میں کتب خانۂ نذیر دہلی کے اہتمام سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا تھا۔ مترجم محمد یسین تھے۔ 272 صفحات پر مشتمل ترجمہ ہے۔ خلیق احمد نے اس مجموعے کے دو خطی نسخوں کا تذکرہ کیا ہے۔ جو ایشیاٹک سوسائٹی بنگال (کلکتہ) اور سالارِ جنگ میوزیم میں موجود ہیں۔ لیکن انہوں نے اس رسالے کا نام دررِ نظامیہ لکھا ہے جو درست نہیں کیوں کہ پروفیسر اسلم نے لکھا ہے کہ دونوں مخطوطوں کے متن میں اس کا نام دررِ نظامی لکھا ہے۔[14]

لطائف اشرفی

لطائف اشرفی اشرف جہانگیر سمنانیؒ کے ملفوظات اور ارشادات پر مشتمل مجموعہ ہے۔ جسے ان کے مرید خاص حضرت نظام الدین یمنی المعروف نظام حاجی غریب یمنی نے مرتب کیا، وہ آپ کی خدمت میں مسلسل تیس سال رہے۔ لطائف اشرفی 1295ھ/1878ء میں نصرت المطابع دہلی سے طبع ہوئی جو 900 صفحات پر محیط ہے۔ یہ صاحب ملفوظات کی سوانح بھی ہے اور تعلیمات کا آئینہ بھی۔ اس میں کہیں تصوف کی اصطلاحات ہیں کہیں ذکر و فکر کی تفصیلات ہیں، کہیں صوفیانہ غوامض پر مباحث ہیں اور کہیں صوفیہ کرام کے مختلف خانوادوں کی تاریخ ہے۔ یہ تصوف کی ایک جامع قاموس ہے اور اپنے عہد کی علمی، دینی اور عرفانی تاریخ بھی ہے اور بزرگان دین کا تذکرہ بھی ہے۔[15]

مقابیس المجالس

اشاراتِ فریدی یا مقابیس المجالس خواجہ غلام فرید کے ملفوظات پر مشتمل مجموعہ ہے جسے مولانا رکن الدین نے فارسی میں جمع کیا۔ خواجہ صاحب کی حیات مبارکہ کے آخری عشرہ کی عرق ریزیوں اور کاوشوں کا نتیجہ ہے اور مریدین و محبین کی اخلاقی وروحانی تعلیم و تربیت سے متعلق قیمتی گوہر نایاب سے لبریز ہے۔ یہ ایسی جامع کتاب ہے جس سے عوام الناس کے ساتھ خواص اور راہ حق کے متلاشیان کے تمام طبقات کے لیے تعلیمات موجود ہیں۔ مقابیس المجالس کی پہلی تین 3 جلدوں کی طباعت آپ کے مرید خاص والی ریاست ٹونک نواب محمد عبدالعلیم خان نے آپ کے خلیفہ وجانشین محمد بخش کی زیر سرپرستی آپ کے وصال کے دو2 سال بعد 1321ھ میں مطبع مفید عام آگرہ سے کرائی۔ چوتھی جلد خواجہ فیض احمد کی زیر سرپرستی، حکیم محمد صالح محمد جنیدی مطبع رفیق عام لاہور 1346ھ میں طبع کرائی۔ کپتان واحد بخش سیال نے ان ملفوظات کا اردو ترجمہ کیا اور اس کے مقدمے میں تفصیل لکھتے ہیں:

> اس احقر راقم الحروف کو جب پہلی بار جام غلام علی مرحوم ہیڈ ماسٹر نے جو احقر کے ہم درس تھے 1942 میں اشارات فریدی کی چوتھی جلد مرحمت فرمائی تو احقر کی آنکھیں کھل گئیں اور اس کے ترجمہ اردو کا شوق دامن گیر ہوا لیکن یہ تو صرف ایک جلد تھی باقی چار جلدیں معدوم تھیں۔ آخر پندرہ بیس سال کی جدوجہد سے پہلی تین جلدین میاں حسین بخش جو حضرت خواجہ محمد بخش کے خادم خاص تھے کے گھر واقعہ قلعہ ڈیرا اور جو ریگستان بہاولپور کے قلب میں ہے سے مل گئیں۔ پانچویں جلد کا دو تین مقامات پر سراغ لگا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ آخر مولانا نور احمد فریدی صاحب کی کوشش سے پانچویں جلد بھی سردار محمد اسماعیل خان صاحب ایڈووکیٹ سانگھڑ صوبہ سندھ جو اس خانوادہ عظیم کے حلقہ بگوش بھی ہیں کے ہاں سے مل گئی جس سے احقر کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ تحقیق و ترجمہ پر بھی چند برس صرف ہوئے اور آج خدا کے فضل و کرم سے مشائخ کوٹ مٹھن کا یہ عظیم الشان خزانہ قدردان حضرات کے سامنے ہے۔(16)

ملفوظات مہریہ

یہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ ان کے مرتب مولانا گل فقیر احمد صاحب پشاوری اور مولانا عبدالحق صاحب سسرالوی ہیں۔ دونوں صاحبان نے یہ ملفوظات فارسی میں مرتب کیے تھے جن میں اغلاط کی غلطیاں تھیں۔ مفتی فیض احمد فیض نے ان ملفوظات کا اردو ترجمہ بھی کیا اور ان کی تصحیح بھی کی۔ ان ملفوظات کی نوعیت پر گفتگو کرتے ہوئے مترجم لکھتے ہیں:

> ۔۔۔ بالآخر اس نیاز مند نے اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور ترجمہ و تصحیح اور ترتیب میں قدرے ترمیم کے علاوہ مناسب مواقع پر ان ملفوظات کا مزید اضافہ بھی کر دیا جو حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ کے فرزند ارجمند قبلہ بابو جی سے سننے کا اتفاق ہوا اور بعض ملفوظات کے آخر میں مناسب فوائد و نتائج بھی اپنی طرف سے شامل کر دیئے۔ جیسا کہ ملفوظات کے جمع کرنے والے حضرات نے بھی مناسب مقامات پر کیا تھا۔ چنانچہ اس مجموعہ میں حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ کے کلام کے علاوہ جہاں محرر سطور یا راقم الحروف کے الفاظ کے ساتھ کچھ اضافہ ہے۔ وہ ملفوظات کے جمع کرنے والوں کی طرف سے ہے اور مترجم کے لفظ کے ساتھ جہاں کچھ تحریر ہے وہ اس نیاز مند کی طرف سے ہے۔ آں جناب کے مسلک و مشرب کا بھی کافی حد تک آئینہ دار ہے اور جو مسائلِ شریعت و طریقت آں جناب کی تصنیفات اور فتاوی میں تفصیلا موجود ہیں۔ یہ مجموعہ ان سب کا ایک اجمالی خاکہ ہے۔ جیسا کہ ابتدا میں اس نیاز مند کی مرتب کردہ فہرست کے مطالعہ سے واضح ہو جاتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ عرض کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ملفوظات کے لفظ سے کسی صاحب کو یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ اس مجموعہ کی عبارت بعینہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کا کلام ہے۔ کیوں کہ آپ اپنی مجالس میں عموماً مقامی زبان میں تکلم فرمایا کرتے تھے پھر جامعین ملفوظات نے اسے فارسی جامہ پہنایا۔ بعد ازاں اس کا اردو ترجمہ کیا گیا۔ (17)

خلاصہ بحث

- چشتی مشائخ کے ملفوظات اپنے اپنے زمانے کی تہذیب و ثقافت اور تاریخ و تمدن کی عکاسی بھی کرتے ہیں اور صاحبانِ ملفوظات کے شخصی اُحوال اور کردار سے بھی آگاہی دیتے ہیں۔

ISSN-2709-3905
PISSN2709-3891

- یہ ملفوظات تاریخی و ثقافتی اور دینی وادبی دستاویزات کی حیثیت رکھتے ہیں جنھیں اپنے زمانے کے ممتاز ترین علما واد با و صوفیا و مشائخ نے قلم بند کیا۔
- چشتی مشائخ کے ہاں قرآن مجید سے خاص تعلق، رغبت اور شغف ہمیشہ سے موجود رہا ہے۔ مصحف سے تلاوتِ آیات اور تہجد و دیگر نوافل میں قرآن خوانی بھی ان کے روز مرہ کے معمولات میں ہمیشہ شامل رہی۔
- چشتی مشائخ مختلف مسائل و کیفیات میں خاص آیات اور سورتوں کی تلاوت کی تلقین بھی کرتے رہے ہیں۔
- چشتی مشائخ تفسیر و تشریحِ قرآن کے معاملے میں بھی اپنا انفرادی مزاج رکھتے ہیں اور اس ضمن میں اُحوال واذواق کے مطابق قرآنی آیات کی صوفیانہ تشریحات کرتے ہیں۔
- روز مرہ کی بول چال میں قرآن مجید کے مسلسل حوالے بھی چشتی مشائخ کے معمولات میں شامل رہا ہے۔
- صوفیاء کے تفسیری ادب میں چشتی مشائخ کے ملفوظات خاص اہمیت کے حامل ہیں۔
- ملفوظات میں موجود تفسیری اِشارات ان مشائخ کی قرآن فہمی اور تبحرِ علمی پر مضبوط دلیل ہیں۔
- چشتی ملفوظات میں جابجا ایسے مقامات ملتے ہیں جہاں تفسیر کرتے ہوئے معروف اور روایتی تشریح و تعبیر کی بجائے منفرد اور حسبِ حال تشریح کی گئی ہے۔

مصادر و مراجع

(1) معین الدین چشتی-**انیس الارواح**–(ط۔1، لکھنو: مطبع حسینی)،14 جمادی الاول 1289ھ، ص4

(2) صباح الدین عبدالرحمن-**بزم صوفیہ**–(ط۔3، یوپی، اعظم گڑھ: دارالمصنفین شبلی اکیڈمی)، 2011ء، ص77

(3) صباح الدین عبدالرحمن-**بزم صوفیہ**–ص77

(4) بختیار کاکی-**دلیل العارفین**–(ط۔1، کان پور: مطبع منشی نول کشور)، مارچ18894

(5) بختیار کاکی-**دلیل العارفین**–مترجم: مطیع الرحمن (ط۔1، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز)، 1999ء، 4

(6) اخلاق حسین دہلوی-**آئینہ ملفوظات**-(ط۔1، دہلی: کتب خانہ انجمن ترقی اردو)، مئی 1983ء، 218

(7) ایضاً

(8) امیر حسن علا- **فوائد الفواد- ترجمہ: شمس بریلوی**-(ط۔1،دہلی: منظور بک ڈپو)،1992،31

(9) محدث دہلوی، شاہ عبدالحق۔**اخبار الاختیار**۔(ط۔1،دہلی: مطبع مجتبائی،)س ن،67

(10) مولانا رکن الدین-**اشارات فریدی/مقابیس المجالس**– تحقیق و ترجمہ: کپتان واحد بخش سیال-(ط۔1،لاہور: بزم اتحاد المسلمین)، رجب 1410،65

(11) بدرالدین اسحاق-**اسرار الاولیا**-(ط۔1،کان پور: نول کشور)،1890ء

(12) امیر حسن علا- **فوائد الفواد- ترجمہ: شمس بریلوی**-(ط۔1،دہلی: منظور بک ڈپو)،1992،37

(13) خلیق نظامی، ڈاکٹر-**ملفوظات کی تاریخی اہمیت**-(ط۔1،دہلی: مجلس نذر عرشی،)، س ن،14

(14) وحید مرزا، ڈاکٹر-**امیر خسرو**-(ط۔1،دہلی: نیشنل امیر خسرو سوسائٹی)،1986،259

(15) یمنی، نظام الدین-**لطائف اشرفی فی بیان طوائف الصوفی**- ترجمہ: شمس بریلوی-(ط۔2،کراچی: سہیل پریس)،1999ء،10: 1

(16) مولانا رکن الدین-**اشارات فریدی/مقابیس المجالس**–82

(17) گل فقیر احمد، مولانا عبدالحق -**مقالاتِ مرضیہ المعروف بہ ملفوظات مہریہ**–ترجمہ: مفتی فیض احمد فیض-(ط۔1،اسلام آباد: پاکستان انٹر نیشنل پرنٹرز لمیٹڈ)،1997،3